نہ آئی یادہ مؤثر اقدامات نہ کرسکے تو نئی حکومت کو اِس معاملہ میں واضح فیصلہ کرنا ہوگا۔ تاکہ پاکستان کو جو بننا ہے، بن جائے اور یہ روز کی بک بک سے جان چھوٹے اور "اِسلام" جو اِس ملک کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کے ابلیسی رویہ کی زد میں ہے، اُسے مشرکانہ نظامِ ریاست کے تحت ہونے والے انتخابات اور اسمبلیوں میں مزید رُسوا ہونے سے بچایا جاسکے۔

محدثِ کبیر، قائد تحریکِ نفاذِ شریعت حضرت مولانا

عبدالحق بانی مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ و سرپرست اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

کی یاد میں

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور کی بے مثال اور یادگار پیشکش

شیخ الحدیث نمبر

ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت -/۲۰ روپے

۲۲ دسمبر ۸۸ء کو منصۂ شہود پر آرہا ہے

: چند لکھنے والے :

- حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ
- حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ
- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن مدظلہ (دیوبند)
- حضرت مولانا انظر شاہ مسعودی مدظلہ
- حضرت مولانا محمد سالم مدظلہ (دیوبند)
- حضرت مولانا محمد مکی حجازی مدظلہ
- حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
- حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ
- حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی مدظلہ
- حضرت مولانا علامہ شاہ بلیغ الدین مدظلہ
- حضرت مولانا سید انور حسین نفیس رقم مدظلہ
- حضرت مولانا جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
- حضرت مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی
- حضرت مولانا خواجہ حمید الدین سیالوی
- جناب پروفیسر ساجد میر
- جناب میاں فضل حق
- جناب مولانا کوثر نیازی
- جناب مولانا عبدالقیوم حقانی
- جناب مولانا سعید الرحمٰن علوی
- جناب مولانا عبدالرشید انصاری
- جناب مولانا اشرف علی قریشی
- جناب مولانا زاہد الراشدی

اور دیگر ممتاز اہلِ قلم کے رشحات ملاحظہ کیجیے

اشتہارات اور مضامین کے لیے فوری رابطہ کریں

سید احمد حسین زید مدیر ہفت روزہ ترجمان اسلام، چوک رنگ محل، لاہور پوسٹ کوڈ ۵۴۰۰۰ فون ۵۳۵۸۱

سید عطاء المحسن بخاری

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

اور عہدِ حاضر میں ان کے ناقدین

محمد ابن قاسمؒ سے لے کر احمد شاہ ابدالی تک سرزمینِ ہندوستان میں فاتح آئے اور ہندو کی حکومت کو تہس نہس کرتے رہے کبھی ہندو مصالحت کر کے اپنے علاقوں کو بچا لیتے اور کبھی کسی ٹوڈرمل کے ہاں پناہ لیتے اور نئے سرے سے مقابلہ کی تیاریوں میں مصروف ہو جاتے کہیں کہیں ایسا بھی ہوا کہ وہ مسلمان ہو گئے۔۔۔ لیکن ان کا اسلام متخوف تھا ۔۔۔ متعلم نہیں تھا ۔۔۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے مسلمان نسلوں سے مسلمان رہنے کے باوجود ہندوازم کی برائیوں سے بالکل مکمل طور پر نجات نہ پا سکے انہیں میں سے کچھ لوگ ہیں جنہیں میں نے ناقدین کا نام دیا ہے۔ ان نومسلم نسلوں کے وارثوں میں بت پرستی، شاہ پرستی، جاہ پرستی اور شخص پرستی کے عوارض کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کی رائے کے خلاف دوسری رائے قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ پہلے یہ لوگ ایک شخص کو ۔۔۔ "فخر الاماثل" ، ۔۔۔ "اسوۃ الصلحاء" ۔۔۔ "مخدوم العلماء" ۔۔۔ "شیخ الاسلام" ۔۔۔ "امام اہلِ سنت" ۔۔۔ "زبدۃ الاسلاف" (پچھلوں کا مکھن) ۔۔۔ جیسے القاب دے کر اس کی اڑان بلند کرتے ہیں پھر اس کی رائے کے خلاف کسی کی رائے قبول کرنا تو درکنار سننا بھی گوارا نہیں کرتے اور یہ حالت کم و بیش بریلویوں، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں میں قدرِ مشترک ہے۔ بریلوی علماء کو علماء بریلی کی رائے سے اختلاف برداشت نہیں اور دیوبندی علماء کو علماء دیوبند سے اختلاف ناقابلِ قبول ہے۔ اس کی وجہ وہی اول الذکر تاریخی تجزیہ ہے۔ اہلِ حدیث حضرات کو عدم تقلید کے باوصف اپنے اکابر پر تنقید اور ان سے اختلاف برداشت نہیں حالانکہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ بریلی و دیوبند کے علماء سے پہلے بھی علماء گزرے ہیں جو اسی ہندوستان میں تھے مثلاً شاہ ولی اللہ اور ان کا پورا خاندان اور ہندوستان سے باہر بھی ان کے ہم عصر یا ان کے بھی اسلاف گزرے ہیں جو بریلی، بھوپال، رام پور، دہلی، سہارن پور، لدھیانہ، امرتسر، بدایوں، مراد آباد اور دیوبند کے علماء مرحومین کے بھی اسلاف ہیں جن کا ان بزرگوں نے احترام بھی دل و جان سے کیا اور اختلاف بھی ڈٹ کے کیا جس کی سب سے بڑی مثال فقہائے اربعہ کی فقہ اور اس کے مندرجات سے واضح ہے کہ ایک ہی چیز احناف کے ہاں حرام ہے مگر وہی چیز شوافع کے ہاں حلال ہے لیکن کبھی

اس اختلاف کو گردن زدنی یا جہالت، جرأت، بے باکی، جسارت، گستاخی قرار نہیں دیا گیا بلکہ بعض اکابر نے تو اختلافِ رائے پر اپنی رائے واپس لی اور فریقِ ثانی کو دعائیں دیں۔ مگر عہدِ حاضر کے بے رحم ناقدین نے تو حد کر دی ہے کہ جب اللہ کے بندے نے بھی نہایت اخلاص اور محبت کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت و موقف کے بارے میں ناقدین کی رائے کے خلاف رائے زنی کی یہ بندگانِ خدا اندھے کی لٹھ لے کر اس کے پیچھے پڑ گئے اور اس بے چارے کو خارجی، علی کا دشمن، حسینیت کا باغی، اہلِ سنت سے خارج وغیرہ کے مذموم الفاظ سے یاد کرنا شروع کر دیا اور اپنے اپنے "سکہ بند" متوسلین غافلین کے دماغ و دل پر پہرے بٹھا دیئے اور انہیں منع کر دیا گیا کہ جو لوگ حضرت معاویہ اور ان کے موقف کے حامی ہیں نہ تو ان کی مجالس میں شریک ہوا جائے اور نہ ان کی کسی موقع پر موافقت کی جائے اور عدم تعاون کا ایک ایسا کافرانہ زہر گھولتے ہیں کہ انا للہ وانا الیہ راجعون اور اپنے تئیں یہ سمجھتے سمجھاتے اور باور کراتے ہیں گویا یہ روایتی گدیوں کے مالک مامور من اللہ ہیں اور ان کی تقسیم کی ہوئی اسنادیں ہی رفع درجات اور نجات کی حقیقت مخفی ہے اور اگر ان ناقدین ظالمین کی سند نہ ملی تو ساری نسبتیں اکارت گئیں نہ دنیا ملی نہ آخرت سدھری۔

یہ ہے ان لوگوں کا "طریقۂ واردات" اس عملِ بد کو بجز عصبیتِ جاہلیہ کے اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔ ان کے اس رویہ سے کئی لوگ دم بخود ہو جاتے ہیں کہ یہ ناقدین "زبدۃ الاسلاف" ہیں ایسا نہ ہو کہ اس زبدہ سے پاؤں پھسلے اور سیدھے جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرے۔

لیکن ان سے یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ تم جن اسلاف کا زبدہ ہو ان اسلاف کے بھی تو آخر کچھ اسلاف ہیں جب تمہارے قریبی اسلاف نے بعیدی اسلاف سے اختلافِ رائے کیا ہے وہ تو گناہ یا عیب نہیں تو تمہارے قریبی اسلاف کی عیب دار رائے سے اختلاف کیونکر عیب اور جرم ہے۔

یہی لیجئے کہ تمام علماء دیوبند نے اگر حضرت معاویہ کو صورتاً باغی کہا ہے تو کیا یہ حضرت معاویہ کی شخصیت کی توہین نہیں ہے؟ کیا ان کی مجتہدانہ رائے سے اختلاف غیر مجتہد اور عام درجہ کے آدمی کی ناقص و عیب دار رائے نہیں؟ کیا یہ رائے و مسلکِ صحابہ پر تنقید نہیں؟ پھر کیا صحابہ پر تنقید کا حق دیوبند کے علماء کو ہے یا دوسروں کو بھی یہ حق ہے؟

کیا یہ تنقید معاویہ و شیعانِ معاویہ پر جائز ہے یا علی و شیعانِ علی پر بھی جائز ہے؟ کیا دیوبند کے اکابر کو مشاجراتِ صحابہ میں حَکَم مانا جا سکتا ہے؟ اور یہ حَکَم بننے کا شرعی جواز کیا ہے؟ اور ان بزرگوں کے

علاوہ کوئی اور شخص جو ان کے بھی اسلافِ معظم میں سے ہو اس کو حکم مانا جا سکتا ہے ؟ یا ان بزرگوں کے بعد آنے والے کسی شخص کو حکم مانا جا سکتا ہے ؟ یہ ناقد حضرات ان سوالات کا معقول جواب دینے کے بجائے اپنے اپنے دارالافتاء کے مہیب جبڑے کھول لیتے اور سائلین کو عذاب و ثواب کے برہمنی پھندوں میں جکڑ لیتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اور اگر کوئی شخص ان کی فتویٰ بازی کے جواب میں خاموش ہو جاتا ہے تو گدیوں کے سوداگر اس سکوت و مصلحت کو اپنی حقانیت، کرامت اور باطنی فتوحات کا ایک عظیم حصہ سمجھتے ہیں پھر ان کے گماشتہ مریدین کا طبقۂ سفہاء اپنے شیخ کی باطنیت و تصرف کا ڈھنڈورا پیٹنے میں لگ جاتا ہے :

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

ہمارا موقف یہ ہے کہ بلا استثناء تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ایمان و یقین میں ــــ فہم دین میں ــــ دین کی تعبیر میں ــــ محکمات کی تفسیر میں ــــ مشاجرات میں ــــ باہمی اختلافات میں ــــ اصلاح امور میں ــــ یا جنگ کے صدور میں ــــ اور اپنے مجتہدات و مختارات میں ــــ تبصرہ ــــ تنقید ــــ تحکیم ــــ اور ــــ اس کی تنفیذ و اشاعت سے بالا و ماوراء ہیں ۔

صحابہؓ بعد میں آنے والے محدث، مفسر، متورع، مصلح، مجدد وغیرہم سے نسبت، رتبہ درجہ میں اس قدر بلند و بالا ہیں کہ بعد میں آنے والوں ــــ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذرہ و آفتاب کی نسبت بھی عبارت ہے ــــ اور ہمارا یہ موقف محض خوش عقیدگی کی اساس پر نہیں بلکہ قرآنِ حکیم کی سینکڑوں آیات کی ابدی شہادت کی بنیاد پر ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ۔ [۱]

اسی شرعی موقف کے ماتحت ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صحابہ کی غلطیوں پر گرفت، صحابہ کی خطا شماری، ان کے دل کی حالت کی نشان دہی اور ان کے باہمی اختلافات و نزاعات میں حکم بننے کا کسی کو بھی حق نہیں ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے لے کر دیوبند یا بریلی کے مدرسہ کے ادنیٰ فرد تک کوئی بھی اس

---

[۱] جس نے یہ تفصیل دیکھنی ہو وہ براہِ راست قرآنِ حکیم دیکھے یا مولانا محمد یوسف کاندھلوی شیخ التبلیغ رحمہ اللہ کی کتاب " حیات الصحابہ " ملاحظہ کرے ۔

امر کا اہل نہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انفرادی یا اجتماعی زندگی میں مین میخ نکالے اور کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی بڑا شخص کیوں نہ ہو اس کا مذہبی مقام کیسا ہی بلند و بالا کیوں نہ ہو اس کو اس بات کا ہرگز ہرگز حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی قسم کے ثقیل لفظ سے ان کو یاد کرے۔

اب مختلف ادوار پر نظر ڈالنے سے مختلف افراد ایسے نظر آتے ہیں جو اس گناہ کے مرتکب ہوئے سب سے پہلے تو سیدنا علی کی فوج دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ایک حصہ تو حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ اور ان کے ساتھیوں پر طعن توڑتا رہا اور ایک حصہ نے حضرت علی پر دشنام والزام کو وظیفۂ حیات بنا لیا اور سیدہ عائشہ کو دینی ماں ماننے سے انکار کر دیا۔

ان دونوں طبقوں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مردود قرار دیا بلکہ مؤخر الذکر خبیث طبقہ کو سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن عباس اور مجلس شوریٰ کے متفقہ فیصلہ کے بعد مرتد قرار دے کر قتل کیا گیا اور ان کی مکروہ لاشوں کو جلا دیا گیا[۱]۔ اس کے بعد امت میں انفرادی طور پر مختلف موڑ آئے اور لوگوں نے سیدنا معاویہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز میں شخصی تقابل شروع کر دیا بعض لوگ کم عقلی سے حضرت عمر بن عبد العزیز کو حضرت معاویہ سے افضل جاننے لگے تو حضرت عبد اللہ ابن مبارک نے اسی سلسلۂ گفتگو سے متعلق ایک موقعہ پر فرمایا:

غُبَارٌ دَخَلَ فِیْ اَنْفِ فَرَسِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب
مُعَاوِیَۃَ حِیْنَ غَزَا فِیْ رِکَابِ	ہو کر حضرت معاویہ میدانِ جہاد میں
رَسُوْلِ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)	آئے اور اس میدانِ جہاد سے جو
افضل من الف عمر بن	مٹی اڑ کر حضرت معاویہ کے گھوڑے
عبد العزیز	کے نتھنوں میں پڑ گئی وہ ایک ہزار
	عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے۔

اور حضرت معافی بن عمران نے ایک گرما گرم گفتگو کے موقعہ پر فرمایا:

لَا یُقَاسُ اَحَدٌ بِاَصْحَابِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
النَّبِیِّ ومعاویۃُ صاحبہ وصہرہ	کو کسی غیر صحابی پر قیاس بھی نہیں
وکاتبہٗ وامینہ علی وحی	کیا جا سکتا۔ اور حضرت معاویہ تو حضور

---

(۱) باب استتابۃ المرتدین "بخاری"

اللہ عزوجل کے ساتھی ہیں برادرِ نسبتی ہیں آپ کے
کاتب ہیں اور اللہ کی وحی پر حضور کے
امین ہیں۔

قارئین غور و فکر کریں کہ حضرت معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں جانے والی مٹی ایک ہزار عمر بن عبدالعزیز سے افضل اور صحابہ پر غیر صحابہ کو قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا۔
یہ بھی تو اسلاف کے اقوال ہیں اور اقوال تو اس قدر ہیں کہ انہیں نقل کرنے کے لئے بھی سینکڑوں اوراق چاہئیں۔

بعض لوگ دیوبند کے مدرسہ کے چند علماء کو جن کی حیثیت عمر بن عبدالعزیز کے سامنے طفلِ مکتب سے زیادہ نہیں۔ ساری کائنات سے بڑھا بڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ معاویہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں پڑ جانے والی مٹی جو ایک ہزار عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے اور عمر بن عبدالعزیز کی کروڑ دیوبندیوں سے افضل ہیں ذرا افضلیت کا تناسب نکالیں تو مائنس بھی نہیں نکلتا پھر تم اور تمہارے وڈیرے کیا حقیقت و حیثیت رکھتے ہیں؟ انہی لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ہم اس دور کے لوگ اگر تمہارے اذکار پر گرفت کا حق نہیں رکھتے تو تم اور تمہارا دیوبند کیسے صحابہ پر عموماً اور سیدنا معاویہ اور ان کے ہزاروں صحابہ ساتھیوں کے مجلیٰ و منور اجتہاد و سیرت پر کیوں کر گرفت کا حق رکھتے ہو تم پہلے اپنی شرعی پوزیشن واضح کرو تمہارا حدود اربعہ سیدنا معاویہ کے مقابلہ میں کیا ہے؟ تم تو شاہ ولی اللہ، امام غزالی اور امام ابن تیمیہ کے جوتے کی خاک بھی نہیں ہو۔ چہ جائیکہ تمہیں امیر معاویہ کے آفتابِ اجتہاد کے سامنے کرائے کے مٹی کے تیل کا دیا جلانے کا حق دیا جائے۔ اگر تم اس تنقید و تنقیص کو اپنا ملکی حق سمجھتے ہو تو ہماری نگاہ میں امیر معاویہ اور ان کے یمین و یسار رضی اللہ عنہم کے سامنے تمہاری پوزیشن وہی ہے جو امیر معاویہ کے مقابلہ میں سبائیوں کی تھی ___!

(۲) اگر امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ وعن اعوانہٖ وانصارہٖ اجمعین نے سیدنا علیؓ کی بیعت نہ کی تو یہ ان کا اجتہادی حق تھا۔ اور انہوں نے اپنی بیعت کو مشروط کیا کہ جب تک قاتلینِ عثمان کیفرِ کردار تک نہیں پہنچائے جاتے بیعت نہ ہوگی۔ یہ بھی انکا شرعی حق تھا کہ

ا۔ وہ نسبتِ صحابیت اور تفقہ میں تمام اجلہ صحابہ کے ہم پلہ تھے۔

ب۔ اور وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبہ میں وارث بھی تھے۔

ج:- اور پھر سیدہ نائلہ اپنے فرزند سمیت حضرت معاویہ کے پاس ہی گئیں کہ ہمارا یہ حشر ہوا ہے تمہیں کچھ کرو۔ ان مظلومین کی مدد کرنا یہ بھی ان کا شرعی فریضہ تھا۔

وروی الطبرانی عن ابن عباس انہ قال مازلت موقنا ان معاویۃ یلی الملک من ھذہ الایۃ ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا۔ پ۱۵ (البدایہ ج۸ ص۲۱)	طبرانی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھے اس بات کا یقین رہا کہ حکومت حضرت معاویہ کو مل کے رہے گی کیوں کہ یہ آیت کریمہ ان کے حق میں جاتی ہے کہ: اور جو شخص مظلومیت میں قتل کیا جائے ہم اس کے وارث کو سلطان عطا کرتے ہیں۔

سیدنا معاویہ نے بھی اپنی حقانیت کیلئے یہی آیت پڑھی اور وہ شرعی وارث بھی تھے اور یہ ان کا شرعی حق بھی تھا۔

یہ ایک مسلمہ کلیہ ہے کہ مجتہد جب کسی متنازعہ مسئلہ میں اجتہاد کرے اور کتاب وسنت کی ضیاء میں اپنی ایک مثبت و مُصیب رائے قائم کرلے تو اس پر واجب ہے کہ اپنی رائے پر عمل کرے۔

(۲۰) سیدنا معاویہ نے اجتہاد کا حق استعمال کیا اور اپنی شرعی واجتہادی رائے پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور اس عمل کو آگے بڑھایا پھر اس سلسلہ میں سیدنا معاویہ نے بار بار مجلس شوریٰ سے مشاورت کی جن میں جلیل القدر اصحاب رسول بھی تھے اور تابعین بھی! ان کے متفقہ فیصلہ کے بعد یہ اقدام کیا گیا، میں پوچھتا ہوں حضرت معاویہ اور ان کی مجلس مشاورت کے سامنے تمہارے ان بزرگوں کی حقیقت کیا ہے؟ جنہیں تم اچھال اچھال کر ہم پر ان کی شخصیتوں کا رعب ڈالتے ہو اور ان کی شخصیتوں کے رعب سے مرعوب کرنے کی سعیٔ مذموم کرتے ہو جب کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ کی رائے پر مہر تصدیق ثبت کی اور یہ "شام کی مجلس شوریٰ" کا فیصلہ تھا محض ایک آدمی کی رائے نہیں تھی۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور علیہ السلام نے اہل شام کو طائفہ منصورہ فرمایا۔ حضرت معاویہ اسی حدیث کو بطور حجت پیش فرماتے۔

وان اھل الشام ھم الطائفۃ المنصورۃ علی من خالفھا (البدایہ ج۸ ص۱۲۶)	اہل شام اپنے مخالفوں کے مقابلہ پر مدد کی گئی جماعت ہے۔ (طائفہ منصورہ)

ان کور بصر ناقدین کو فتنۂ باغیہ تو شیرِ مادر کی طرح لذیذ لگتا ہے لیکن نہ جانے اہلِ شام کے طائفہ منصورہ کی حدیث کیوں یاد نہیں آتی اور اس کی ترشی ان کے مخمور دانت کیوں کھٹے کر دیتی ہے۔

اس مجلس شوریٰ میں صحابہ و تابعین کی اکثریت تھی۔ کیا یہ لوگ اکابر امت نہیں؟ کیا یہ اکابر تمہارے اسلاف نہیں؟ کیا یہ اسلاف دیوبند کے اسلاف کے لئے واجب الاتباع نہیں؟ اور کیا یہ اسلاف پاکستان میں رہ کر دیوبند کی محبت میں بلبلانے والوں کے اسلاف نہیں؟ اگر یہ ان اسلاف کو اپنا بزرگ مانتے ہیں تو ہندوستانی علماء اور پاکستانی علماء کی ان کے سامنے کیا حیثیت ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اصابتِ فکر پر سیدنا عمر بن خطاب بھی عش عش کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔

تلومونني في ولايته و	میں نے اگر معاویہ کو ولایتِ شام
انا سمعت رسول الله صلى الله	دی ہے تو تم مجھے ملامت کرتے ہو
عليه وسلم يقول اللهم	حالانکہ میں نے حضور علیہ السلام سے
اجعل معاوية هاديًا	سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اے اللہ !
مهديًا لا تذكروا معاوية	معاویہ کو ہادی و مہدی بنا۔ لہٰذا
الا بخير۔ (البدايه ج ۸ ص ۱۲۲)	تم معاویہ کا تذکرہ خیر کے سوا نہ کیا کرو۔

ناقدین خاسرین کو یہ عبارتیں، احادیث، اقوال دکھائی نہیں دیتے۔ خیر سے محروم اور شر کے پجاری دیکھو۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں،

ما رأيت احداً بعد رسول الله	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلى الله عليه وسلم اسود	کے بعد معاویہ جیسا سیادت کا اہل
من معاوية قيل ولا ابوبكر	نہیں دیکھا۔ کسی نے کہا ابوبکر بھی
قال ابوبكر وعمر وعثمان	نہیں؟ فرمایا ابوبکر، عمر، عثمان فضیلتوں
خيراً منه وهو اسود۔	میں ان سے بڑھ کے تھے سیادت
(البدايه ج ۸ ص ۱۳۵)	کے جوہر معاویہ جانتے ہیں وہ انہی کا حصہ ہے

سیادت کے ان جواہر اصلیہ کا ہی یہ کمال تھا کہ عرب کے تمام دانشور تدبرِ معاویہ کے سامنے گھٹنے ٹیک گئے اور حضرت معاویہ کے موقف کی حمایت میں کھڑے ہو گئے۔ ناقدین اب بتائیں کہ جن لوگوں نے حضرت معاویہ کی تائید و حمایت کی اور ان کی بیعت کی کیا وہ تمام غلط کار تھے؟ ان ناقدین کا فیصلہ تو ان